انڈویجوئل لینڈ
جہاں ہر فرد کی اہمیت ہے

ایک صارف کے پس منظر میں اردو میڈیا کا تجزیہ

تعاون

فریڈرک نومین فاؤنڈیشن فار فریڈم

انڈ ویجوئل لینڈ

جہاں ہر فرد کی اہمیت ہے

ایک صارف
کے پس منظر
میں اردو میڈیا
کا تجزیہ

تعاون

فریڈرک نومین فاونڈیشن فار فریڈم

مصنفین: مظہر عارف اور گلمینہ بلال احمد

محققین: میاں اعتصام وحید، ذوالفقار حیدر

انڈویجوئل لینڈ اس تحقیق کیلیئے مالی امداد فراہم کرنے پر فریڈرک نومین فاونڈیشن فار فریڈم کا شکر گزار ہے۔ سول سوسائٹی کے مختلف طبقات کی معاونت کے بغیر اس ہینڈ بک میں دی گئی معلومات کی اشاعت ناممکن تھی۔ تمام تر اعانت کے باوجود مدیر اعلیٰ کسی بھی قسم کی سہو کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔

انڈویجوئل لینڈ

مکان نمبر 12-B، اسٹریٹ 26، F-8/1
اسلام آباد - پاکستان
ٹیلی فون 437, 2253 438 +92-51-2253
ای میل info@individualland.com
ویب سائیٹ: www.individualland.com

تعاون:
فریڈرک نومین فاونڈیشن فار فریڈم
پی او باکس 1733
اسلام آباد - پاکستان
ٹیلی فون: 896, 2820 896 +92-51-2278
فیکس: 915 +92-51-2279
ای میل: pakistan@fnst.org
ویب سائیٹ: www.southasia.fnst.org

آئی ایس بی این 978-969-9582-04-2

تعداد اشاعت: 1,000

اسلام آباد 2011ء

فہرست مضامین

تعارف ______ 5

میڈیا کی جانچ کرنا ______ 6

طریقہ کار ______ 7

اردو اخبارات کیوں؟ ______ 7

حقیقت ______ 9

مشترکہ اغلاط ______ 13

خلوت میں دخل اندازی ______ 13

واحد یا نامعلوم ذریعہ ______ 15

پیشہ ورانہ قابلیت کی کمی ______ 15

آراء پر مبنی خبریں ______ 16

تعصبی ذہنیت/غیر ذمہ دارانہ رپورٹنگ ______ 17

خواہش ______ 18

خبروں کی رپورٹنگ کے عناصر ______ 19

بروقت ______ 19

اثر ______ 19

نزدیکیت ______ 20

تنازعہ ____ 20

امتیاز ____ 21

موجودہ حالت ____ 21

انوکھاپن ____ 22

میڈیا (میں) جنگجو پسندی ____ 23

میڈیا میں جنگجوؤں کی تصور کشی ____ 24

تعریف کرنا اور احترام حاصل کرنا ____ 24

مواد ____ 25

پراپیگنڈے کے لئے دہشت گردوں کی جانب سے میڈیا کا استعمال ____ 26

میڈیا کا نظریاتی جھکاؤ ____ 27

اشتہار بازی اور نظریاتی جھکاؤ ____ 29

ہمدردی اور مقبولیت حاصل کرنا ____ 32

سازشی نظریات کی کہانی گھڑنا ____ 33

جڑواں ٹاور پر حملے کی سازش ____ 34

جنگجوؤں کی جانب سے نئے میڈیا کا استعمال ____ 37

نیا میڈیا ____ 37

عالمی ماس میڈیا اور انٹرنیٹ ____ 38

اختتامیہ ____ 40

تعارف

صحافت ایک ایسا طرز عمل ہے جس میں حالات حاضرہ، رجحانات، مسائل اور لوگوں کے بارے میں معلومات کو جمع کرنے، ان کا تجزیہ اور تصدیق کرنے کے بعد انہیں پیش کیا جاتا ہے۔ خبروں پر مبنی صحافت کو بسا اوقات 'تاریخ کا پہلا سادہ ڈرافٹ' کہا جاتا ہے کیوں کہ اس میں اکثر اہم واقعات کو ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ عام طور پر یہ تصور کیا جاتا ہے کہ میڈیا طاقت ہے۔ لیکن، اس کے بہت اہم جز یعنی صحافت کو کئی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ''جو چیزیں صحافت نظر آتی ہیں ان میں تمیز کرنا بہت مشکل ہے لیکن بنیادی طور پر یہ اشتہار بازی، پریس کی ایجنٹ گیری، یا تفریح ہیں۔''[1]

میڈیا کی سہولتیں وہ چینلز ہیں جن کے ذریعے زیادہ تر واقعات کے بارے میں معلومات، مقامی پرچون فروشوں اور ان کے صارفین تک منتقل کی جاتی ہیں، لیکن اب معلومات کسی ایک کی ملکیت نہیں رہیں۔ مقابلہ، خصوصاً نجی ٹی وی نیوز چینلز کے درمیان، یہ ہے کسی واقعے کی خبر دینے والا 'سب سے پہلا کون' ہے، اور یہ دوڑ اب پرنٹ میڈیا پر بھی اثر انداز ہونے لگی ہے۔ رپورٹر بات کی تہہ تک پہنچنے کی بہت زیادہ کوشش کر رہے ہیں، اور ایڈیٹرز اور نیوز ایڈیٹرز بہت زیادہ خوف زدہ ہیں اور اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو سکیڑتے جا رہے ہیں۔ اب، اخبارات اور ٹی وی چینلز کے لئے اچھی خبر یہ ہے کہ وہ خوب پیسے بنائیں۔

خبروں کے بہت سے ادارے بڑے فخر سے سرکاری حکام اور اداروں کو عوام کے سامنے احتساب کے لئے پیش کرنے کی روایات کا دعویٰ کرتے ہیں، جب کہ میڈیا کے ناقدین نے خود میڈیا کو قابل احتساب بنانے کے بارے میں سوالات اٹھائے ہیں۔ فلپس میئر کے مطابق، صحافت کے فلسفیانہ بادشاہ، صحافیوں نے خود اپنے پیشہ ورانہ عرصوں سے آگے کے نتائج کے بارے میں احتیاط برتی ہے۔[2] وہ اپنے کاروبار اور کمیونٹیوں دونوں کی بہبود کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں جن کی وہ خدمت کرتے چلے آئے ہیں۔ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ کسی کمیونٹی کی معاشی اور سماجی دونوں طاقتوں کے ذریعے تصریح کی جاتی ہے، اور ایک اچھا اخبار ملاقات کی وہ جگہ ہے جہاں وہ عناصر ایک عوامی مجمع لگانے کے لئے اکھٹے ہونے کے لئے آتے ہیں۔ پاکستان میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ناظرین وقارئین یہ محسوس کرتے ہیں کہ صحافت اقدار، معیار اور ساکھ کے بحران کا شکار ہے۔

صحافتی فرائض میں، جمہوری عمل میں عوام کی شرکت کی حمایت کرتے ہوئے جانی پہچانی شہریت کے فروغ کے لئے معیاری معلومات اور پس مناظر اور ترجیحات کی ایک بڑی رینج فراہم کرنا شامل ہے اور سب سے اہم فرض یہ ہے کہ واقعات کو مکمل اور درست انداز میں رپورٹ کیا جائے۔ خبروں اور آراء کے ناظرین وقارئین نے اب یہ محسوس کرنا شروع کر دیا ہے کہ میڈیا کا مواد زیادہ تر مارکیٹ اور تجارتی دباؤ کے زیر اثر ہیں، سرکاری اداروں اور جنگجو گروپوں کی مداخلت میں اضافہ ہو رہا ہے اور عوامی خدمت کے ضوابط پر توجہ میں کمی ناکافی حدوں کو چھو رہی ہے۔

عام اصول تو یہ ہے کہ موزوں ترجیحات اور فیصلوں کے لئے شہریوں کو لازمی طور پر اس قابل ہونا چاہیئے کہ وہ معلومات پر بھروسہ کر سکیں۔ شہریوں اور صحافت کے مابین بھروسے کے ٹوٹ جانے کا مطلب یہ ہے کہ صحافت کی ساکھ اب باقی نہیں رہی۔ شہری، یعنی خبروں اور آراء کے ناظرین و قارئین، میڈیا کے حقوق اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی ذمہ داریوں کو یقینی بنانے کے اپنے فرائض کی انجام دہی سے پہلو تہی نہیں کر سکتے۔ میڈیا کے مواد اور پروگراموں کی سخت مانیٹرنگ میں شہریوں کا سرگرم کردار ایک تسلیم شدہ عمل ہے۔ یہ وقت یہ بحث کرنے کا ہے کہ آیا شہریوں کو چاہیئے کہ نہ صرف حکومتوں بلکہ نیوز میڈیا سے بھی نئے عزم کا مطالبہ کریں، اور وہ ایسا کر سکتے ہیں۔

---

1 Alterman, Eric: Bush's war on the press۔ دی نیشن، جولائی 23، 2005۔ صفحہ 11۔

2 Meyer, Philip: Saving Journalism. How to nurse the good stuff until it pays۔ کولمبیا جرنل ازم ریویو۔ نومبر/ دسمبر 2004۔ صفحہ 56۔

میڈیا کی جانچ کرنا

انڈو یجوئل لینڈ ایک ایسی تنظیم ہے جو شہریوں کے ایک ایسے گروپ کی نمائندگی کرتی ہے جو صارف (قاری، ناظر، سامع) کے پس منظر میں نیوز میڈیا کے مواد کی مانیٹرنگ اور تجزیئے میں مصروف ہے۔ مواد کا تجزیہ کرتے ہوئے، انفرادی دنیا عالمی سطح پر تسلیم شدہ معیار اور 'صحافتی آداب' کا ایک بیرومیٹر کی حیثیت سے خیال رکھتی ہے۔ یہ ضوابط عام طور پر پیشہ ور صحافیوں کی ایسوسی ایشنز اور انفرادی پرنٹ، براڈ کاسٹنگ میڈیا، اور آن لائن نیوز کے اداروں کی جانب سے جاری کئے گئے بیانات میں شامل ہوتے ہیں۔ موجود ضوابط میں سے زیادہ تر درج ذیل اصولوں سمیت مشترکہ عناصر کا تبادلہ کرتے ہیں:

- صداقت گوئی
- درستگی
- معروضیت/ واقعیت
- شفافیت
- عوامی احتساب

درج بالا اصولوں کے علاوہ انفرادی دنیا نے خبروں، مضامین، کالم وغیرہ کو 'نقصان کی حد' کے اصول پر جانچا ہے۔ اس کام میں رپورٹوں سے اکثر کچھ مخصوص تفصیلات کو ہٹا لینا شامل ہوتا ہے جو کسی کی ساکھ کو نقصان پہنچا سکتی ہوں۔ پھر بھی، کچھ صحافتی ضوابط اخلاق، خاص طور یورپی ضوابط، میں نسل، مذہب، جنسی (صنفی) تعارف، اور جسمانی یا ذہنی معذوریوں پر مبنی خبروں میں تفریق کے حوالوں کے ساتھ تشویش بھی شامل ہوتی ہے۔ یورپی کونسل نے 1993 میں صحافتی آداب کے بارے میں قرارداد 1003[3] منظور کی تھی جو صحافیوں کی جانب سے خصوصاً ان کیسوں میں جو ابھی تک عدالت کے زیر سماعت ہیں، بے گناہی کا گمان کرتے ہوئے احترام کی سفارش کرتی ہے۔

تنظیم نے کسی بھی خبر میں خبریت کے عناصر کو بھی ذہن میں رکھا ہے جو درج ذیل ہیں:

- بروقت ہونا
- نزدیک ہونا
- اثر
- موجودہ حالت
- امتیاز
- تنازعہ/اختلاف

3 Resolution 1003: on ethics of journalism۔ پارلیمانی اسمبلی، یورپی کونسل۔ 1993۔ جہاں سے حاصل کیا گیا: http://assembly.coe.int/Main.asp?link=/Documents/AdoptedText/ta93/ERES1003.htm۔ حاصل کرنے کی تاریخ: 10 فروری، 2011۔

طریقہ کار

یہ تحقیق اور تجزیہ ایک قاری کے نقطۂ نظر سے کیا گیا ہے اور اسے آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ خبروں کے مواد کا تجزیہ کرتے ہوئے ہر ممکنہ غیر جانب داری کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم نے غلطیوں کی نشان دہی کرنے کی کوشش کی ہے اور ان پر اپنے تاثرات بھی دیئے ہیں تاکہ ہمارا نقطۂ نظر اچھی طرح واضح ہو جائے۔

تحقیق کے لئے قومی دھارے سے مقبول اردو اخبارات کو چنا گیا ہے۔ ہر اخباری رپورٹ کا حقائق اور متعلقہ رپورٹر کی جانب سے استعمال کئے جانے والے ذرائع سے متعلق غلطیوں کا جائزہ لیا گیا۔ خبر کے ذریعے کا ذکر نہ کرنا اور اسے گمنام رکھنا ایک عام عادت بن چکی ہے، جس کی کئی مثالوں میں نشان دہی کی گئی ہے۔

تحقیق اور تجزیئے کی رپورٹ میں پانچ ماہ کے عرصے کا احاطہ کیا گیا ہے، یعنی اگست سے دسمبر 2010 تک۔ کسی خاص نیوز رپورٹ کی ہیڈ لائن، ذیلی ہیڈ لائن اور مواد کو مانیٹر کیا گیا اور حقائق میں غلط بیانی، تعصب یا جانب داری، یا غیر شفافیت کی نشان دہی کرتے ہوئے، محقق نے اپنی رائے اور تجزیئے سے آگاہ کیا۔ اس عرصے کے دوران اخبارات کو روزانہ مانیٹر کیا گیا۔

اردو اخبارات کیوں؟

پاکستان میں اردو بہت زیادہ پڑھی، لکھی اور سمجھی جانے والی زبان ہے اور اردو کے اخبارات ایک وسیع پیمانے پر عوام کے لئے خبروں اور آراء کا بنیادی ذریعہ ہیں۔ 1997 میں کئے جانے والے ایک سروے کے مطابق، اردو روزناموں کی اوسط سرکولیشن 3,017,310، ہفتہ وار کی 580,380، پندرہ روزہ کی 65,117، ماہناموں کی 859,470، اور سہ ماہی بنیاد پر نکالے جانے والے رسائل کی سرکولیشن 13,691 تھی۔ 2006 تک، اردو روزناموں کی سرکولیشن 6,472,510، ہفتہ وار کی 520,710، پندرہ روزہ کی 79,370، ماہناموں کی 1,471,651 اور سہ ماہی بنیاد پر نکالے جانے والے رسائل کی سرکولیشن 15,973 تھی۔[4]

نیوز میڈیا کے صارفین ہونے کے ناطے اور اپنی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے، ہم نے اردو زبان کے مختلف اخبارات کا تفصیلی جائزہ لیا اور غلطیوں یا تعصّبات کی نشان دہی کی، اور جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں، کہ انہیں ایک مختلف انداز میں شائع یا رپورٹ کیا جانا چاہیئے تھا۔ ہم نے مواد، زبان، اخباری ادارے کے جھکاؤ اور اس رپورٹ کو دی جانے والی جگہ وغیرہ کے حوالے سے اردو زبان کے مختلف اخبارات کو مانیٹر کیا۔ اس تحقیق کا مقصد یقیناً کسی مخصوص اخباری گروپ کی نشان دہی کرنا ہرگز نہیں تھا۔ تاہم، جنگ، نوائے وقت، آج کل، خبریں، اوصاف، اور پاکستان جیسے خاص نقطۂ نظر رکھنے والے اخبارات کو مانیٹرنگ اور تجزیئے کے لئے منتخب کیا گیا۔ اس تحقیق کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ جاننا تھا کہ آیا قومی زبان میں شائع ہونے والے اخبارات مختلف نقطۂ نظر کی عکاسی کرتے ہیں یا نہیں۔

پاکستان میں اردو اخبارات وسیع پیمانے پر پڑھے جاتے ہیں اور ان میں سے کچھ اخبارات آزادی کے وقت سے کام کر رہے ہیں۔ طویل آمرانہ ادوار نے بھی اخبارات شائع کرنے والوں پر گہرا اثر چھوڑا تھا، جیسا کہ مختلف اشاعتی ادارے یا تو حکومت نے اپنی تحویل میں لے لئے تھے یا ان کی بات نہ ماننے پر بند کر دیئے گئے تھے۔ تاہم، فی الوقت میڈیا کو گزشتہ برسوں کی نسبت زیادہ آزادی حاصل ہے۔

---

4 آصف، قاضی Newspaper number decreases as readership increases۔ 1993 ڈیلی ٹائمز۔ مارچ 4 2008۔ جہاں سے حاصل کیا گیا: http://www.dailytimes.com.pk/default.asp?page=2008\03\04\story_4-3-2008_pg12_11۔ حاصل کرنے کی تاریخ: فروری 10، 2011۔

کچھ اخبارات ایسے بھی ہیں جو کسی ایک یا دوسرے نظریئے سے وابستہ ہیں۔ پھر ایسے اخبارات بھی ہیں جو دقیانوسی ہیں، جب کہ دیگر آزاد خیال ہیں۔ مثال کے طور پر، نوائے وقت کو ایک دقیانوسی اشاعت تصور کیا جاتا ہے جب کہ آج کل جیسے روزناموں کو آزاد خیال تصور کیا جاتا ہے۔ ہم اس تفصیل میں نہیں جائیں گے کہ کس طرح کوئی اخبار آزاد خیال بن جاتا ہے، جب کہ دوسرے دقیانوسی ہی رہتے ہیں۔ تاہم یہاں اس بات کا تذکرہ اہم ہے کہ اخبار کی وابستگی رپورٹ کی گئی کسی مخصوص خبر کا انداز بالکل بدل دیتی ہے اور اس کی مثالیں آگے آنے والی عبارت میں پیش کی جائیں گی جو اس فرق کی وضاحت کریں گی۔ لیکن ایسا صرف قاری کے نقطۂ نظر سے ہوتا ہے اور اسے کسی ماہر کا مشورہ تصور نہیں کیا جانا چاہیئے۔

یہ فرق اس مواد کے ساتھ مکمل طور پر طے شدہ ہے جو اخبار میں پیش کیا گیا ہے۔ دوبارہ کہیں گے کہ اخبارات کے کسی گروپ کی وابستگی کی وجہ سے، مواد میں فرق ہوتا ہے، یا یہاں تک کہ اگر مختلف اخبارات میں ہیڈ لائنز ایک ہی جیسی ہیں، تو اس انداز میں فرق ہوگا جس میں کہ وہی خبر مختلف اخبارات میں رپورٹ کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر، وزیر اعلیٰ بلوچستان پر قاتلانہ حملے کی خبر تین اخبارات یعنی روزنامہ جنگ، نوائے وقت اور آج کل میں علی الترتیب درج ذیل انداز میں رپورٹ کی گئی:

وزیر اعلیٰ بلوچستان اسلم رئیسانی خودکش حملے میں بال بال بچ گئے

4 اہلکاروں سمیت 10 افراد زخمی

دھماکا صبح 11 بجے سریاب پھاٹک پر قافلے کے قریب ہوا، حملہ آور کے پرخچے اڑ گئے، علاقے میں سرچ آپریشن شروع، کوہلو میں دھماکا، 3 افراد ہلاک

Daily Jang

کوئٹہ: وزیر اعلیٰ بلوچستان کے قافلے پر خودکش حملہ سکیورٹی اہلکاروں سمیت 12 زخمی

اسلم رئیسانی محفوظ رہے

Daily Nawa-i-Waqt

اسلم رئیسانی اسمبلی اجلاس میں جا رہے تھے، سریاب پھاٹک کے قریب حملہ آور نے خود کو اڑا لیا، متعدد گاڑیاں تباہ

وزیر اعلیٰ بلوچستان کے قافلے پر خودکش حملہ سکیورٹی اہلکاروں سمیت 11 زخمی

- رئیسانی بال بال بچ گئے، حملہ آور ہلاک، 2 زخمیوں کی حالت تشویشناک، 3 کلو بارود استعمال، بمبار کا سر محفوظ، اصل ملزموں تک پہنچ جائیں گے: پولیس
- لشکر جھنگوی العالمی نے ذمہ داری قبول کر لی، حملہ آوروں کو جانتا ہوں: وزیر اعلیٰ، صدر کا رئیسانی کو فون، صوبے میں ہڑتال، شاہراہیں بلاک

Daily Aaj Kal

تعارف

ہم زبان، ہیڈ لائن، ڈھانچے اور حروف کی ترتیب میں واضح فرق دیکھ سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ تینوں اخبارات میں سانحے میں زخمی ہونے والے لوگوں کی تعداد میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔ پاکستان میں اردو زبان کی آزاد خیال اشاعتیں صرف چند ایک ہیں؛ ان میں زیادہ تر ہم شہری، سلام پاکستان، اور دستک جیسے میگزین ہیں، جب کہ آج کل اردو زبان کے آزاد خیال اخبارات میں سے ایک ہے۔ آزاد خیال اور دقیانوسی مطبوعات کو بھی میڈیا کے صارفین کی حیثیت سے ہماری اپنی بصیرت سے منسلک کیا جاتا ہے اور یہ کلی طور پر اوپر بیان کئے گئے طریقہ کار پر مبنی ہے۔

ملک کے لئے اہم ترین مسئلہ ہونے کے ناطے خبروں میں دہشت گردی کا بھی غلبہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں پیش کی گئی کافی مثالیں دہشت گردی کے سانحات کی رپورٹنگ یا تجزیئے سے بھی تعلق رکھتی ہیں۔ دہشت گردی اور میڈیا کا ایک اور پہلو دہشت گردوں کی جانب سے اپنی مذموم خواہشات کو آگے بڑھانے میں اخبار کے ذریعے کا استعمال ہے۔ ہمارے مقاصد میں سے ایک اخبارات اور ان کے شدت پسندی سے منسوب مواد پر مبنی تجزیہ کرنا اور یہ دیکھنا بھی تھا کہ کچھ اخبارات کیسے انتہا پسندوں کی تشہیر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

خبروں کے صارفین کے نقطہء نظر سے مانیٹرنگ اور تجزیئے کی یہ رپورٹ ہماری پہلی ذمہ داری ہے۔ ہم ملتے جلتے مسائل کے بارے میں مزید تحقیقات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہم پر امید ہیں کہ مستقبل میں اسی قسم کی ایک تحقیق انگریزی زبان اور علاقائی زبانوں کے اخبارات کے بارے میں بھی کی جائے گی۔

حقیقت

اردو روزنامے کی ایک عام کاپی عموماً 12 صفحات پر مشتمل ہوتی ہے۔ پہلے صفحے پر اہم قومی اور بین الاقوامی خبریں ہوتی ہیں۔ عموماً ایک بڑی ہیڈ لائن کے ساتھ ایک ذیلی ہیڈ لائن ہوتی ہے۔ اخبار کا ماسٹ ہیڈ اخبار کے اوپری دائیں کونے پر چھاپا جاتا ہے جس میں اخبار کا نام، امتیازی نشان (insignia)، اشاعت کی تاریخ اور اخبار کے بارے میں دیگر اہم تفصیلات درج ہوتی ہیں۔ ذیلی ہیڈ لائنز کی نسبت بڑی ہیڈ لائن عموماً ایک قدرے بڑے فونٹ میں درمیان میں لگائی جاتی ہے۔

دوسرا صفحہ شہر کی خبروں پر توجہ دیتا ہے، لیکن یہ صفحہ مواد کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے کیوں کہ ایک ہی اخبار کی اشاعت کا شہر مختلف ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، روزنامہ جنگ، نوائے وقت اور چند دیگر اخبارات ایک ہی وقت میں راولپنڈی/ اسلام آباد، لاہور، ملتان اور کراچی سے شائع ہوتے ہیں۔ لہٰذا شہر کی خبروں کا صفحہ عموماً اشاعت کے شہر کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ بسا اوقات ذیلی ہیڈ لائنز کی تعداد بھی مختلف ہوتی ہے جس کا انحصار ان کی اشاعتی شہر سے متعلق ان کی اہمیت پر ہوتا ہے۔ نوائے وقت اپنی قومی اور بین الاقوامی خبریں تیسرے صفحے پر اشہارات اور مختصر اشتہارات کے ساتھ شائع کرتا ہے جیسا کہ ذیل میں دیئے گئے صفحے کی تصویر میں دکھایا گیا ہے۔

Select Page Page No. 3 City Islamabad Nawaiwaqt ePaper PREV NEXT

توہین رسالت اور پاکستانی شرپسندیاں!

افغانستان، نیٹو طیاروں کی بمباری 16 افراد ہلاک

برطانیہ کا پاکستان سمیت دنیا بھر سے امیگریشن کی تعداد محدود کرنے کا فیصلہ

پاکستان ریلوے کی فیکٹریاں 8 سالوں میں ایک انجن بھی نہ بنا سکیں

تیسرا صفحہ شہر کی خبروں اور مختصر اشتہارات پر توجہ دیتا ہے، لیکن بسا اوقات ان صفحات پر آراء پر مبنی مضامین بھی شائع کئے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر، روزنامہ جنگ کبھی کبھار تیسرے صفحے پر رائے پر مبنی ایک مضمون شائع کرتا ہے، حالانکہ اس مقصد کے لئے علیحدہ جگہ مختص کی گئی ہے۔

Jang Multimedia

Thursday, November 25, 2010

Archive Select Date Go to Pages City Pages Select Page

Diploma in Logistics & Transport STARTING AT PIA TRAINING CENTRE KARACHI Admissions Open

REQUIRED Steam Turbine Consultant Have Complete Knowledge of old turbines and Coal / Wood Boilers Contact: 0333-2351877

جنگ اخبار کی 25 نومبر 2010 کی اشاعت کی اوپر دی گئی تصویر میں دکھایا گیا ہے کہ صفحہ چار پر کاروباری خبروں کے ساتھ ارشاد احمد عارف کا تجزیہ بھی شامل ہے۔ تاہم، خصوصاً جنگ گروپ کے لئے یہ اکثر کیا جانے والے ایک عام عمل ہے۔

تعارف

ایک جیسا معیار قائم رکھنا اردو خبروں کی اشاعتوں کے لئے ایک مسئلہ ہے، کیوں کہ کسی مخصوص اخبار کی کاپیاں روزمرہ کی بنیاد پر مختلف ہو سکتی ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

روزنامہ جنگ اور آج کل کے صفحہ چار پر کاروباری خبریں ہوتی ہیں۔ تاہم نوائے وقت کے اسی صفحے پر مضافاتی علاقوں سے خبریں شائع کی جاتی ہیں۔

مختلف روزناموں کی تصاویر اس فرق کی نشان دہی میں مدد کر سکتی ہیں:

Select Page | Page No. 4 | City | Islamabad | Nawaiwaqt ePaper | PREV | NEXT

گردونواح کی خبریں

حکومت نے عوام کو مہنگائی کے عذاب میں مبتلا کر دیا

کہوٹہ اور لاہ میں چینی ناپید ہوگئی عوام پریشانی سے دوچار

مختصرات

چکوال میں چینی 72 روپے فی کلو فروخت ہوگی

نکاح رجسٹرار امام مسجد قاری گل محمد کے حوالے کیا جائے

دھریالہ جالپ: چوروں نے حویلی سے ٹریکٹر اڑا لیا

سرکاری ریٹ پر چینی کی فروخت یقینی بنائی جائے گی

بابا گورونانک دیو کے جنم دن کی تقریبات اختتام پذیر

گستاخ رسول کے حق میں بیان بازی قابل مذمت ہے

جاوید اخلاص، طارق مرتضیٰ کی ن لیگ میں شمولیت کا خیر مقدم

کلر سیداں: مسروقہ واٹر ٹینکر سمیت اسلحہ و منشیات برآمد

بوچھال چینی مارکیٹ سے غائب عوام آگ بگولہ ہوگئے

Daily Aaj Kal Lahore ★ABC CERTIFIED★ www.aajkal.com.pk

روزنامہ آج کل

راج کندرا کا شلپا شیٹھی کے لئے اپارٹمنٹ کا تحفہ 10

معاشی انتظامیات کے تلخ حقائق (اداریہ) 6

ایشین گیمز سکواش: پاکستان نے بھارت کو ہرادیا 8

خواتین پر تشدد آخر کب تک؟ 7

25-Nov-2010

Daily Aaj Kal — آج کل

صنعت و تجارت

خام تیل کی قیمت 83.56 ڈالر فی بیرل ہوگئی

بینکوں کو 10 ارب روپے کے ٹریژری بلز فروخت

بجلی منافع: وفاق نے پنجاب کو 5 ارب جاری کر دیئے

■ حالیہ قسط سمیت مرکزی حکومت کی طرف سے پنجاب کو مجموعی طور پر 18 ارب 10 کروڑ روپے وصول ہو چکے ہیں

■ پنجاب کی مالی حالت ٹھیک ہے، سٹیٹ بنک سے مقررکردہ حد سے کم اوورڈرافٹ لیا گیا: صوبائی وزیر خزانہ تنویر کائرہ

سولر پاور پلانٹ کی تعمیر کیلئے زمین کی فراہمی

ڈالر کی قدر مستحکم، پاؤنڈ یورو کی قیمت میں کمی

جعلی سگریٹ کی فروخت: قومی خزانے کو 7.5 ارب کا نقصان

تین روزناموں یعنی روزنامہ جنگ، نوائے وقت اور آج کل کے صفحہ چار کا موازنہ کرنے کے بعد، ہم یہ جان سکتے ہیں کہ ان کے مواد میں بہت واضح فرق پایا جاتا ہے، یعنی ان اخبارات میں سے ایک نے اسی صفحے پر کاروباری خبریں لگائی ہیں جب کہ دیگر نے مضافاتی علاقوں سے آنے والی خبریں استعمال کی ہیں۔

زیادہ تر اخبارات کے صفحات پانچ سے سات تک خبروں کے بقیہ جات اور مختصر اشتہارات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ آٹھواں صفحہ قومی اور بین الاقوامی خبروں پر مشتمل ہوتا ہے۔

باقی ماندہ صفحات رنگین ہوتے ہیں اور آراء اور اداریئے کے صفحات ان میں شامل ہوتے ہیں۔

مشترکہ اغلاط

اگست 2010 کے بعد سے اردو خبروں کی مختلف اشاعتوں کی مانیٹرنگ اور تجزیہ کرنے کے بعد، ہم نے عالمی طور پر تسلیم شدہ معیار اور ضابطہء اخلاق کی درج ذیل خلاف ورزیوں کا مشاہدہ کیا ہے جو اردو خبروں کی اشاعتوں کی معلومات کے قابل اعتبار ذریعے کی حیثیت سے وسعت کو محدود کرتی ہیں:

- خلوت میں دخل اندازی
- واحد یا نامعلوم ذریعہ
- پیشہ ورانہ قابلیت کی کمی
- آراء پر مبنی خبریں
- تعصب پر مبنی رپورٹنگ

مانیٹرنگ کے دوران کچھ مخصوص رجحانات نوٹ کئے گئے۔ مثال کے طور پر، روزنامہ جنگ میں آراء پر مشتمل مضامین کو خبروں کے طور پر شائع کرنے کی ایک عام عادت ہے۔ انصار عباسی، شاہین صہبائی، رؤف کلاسرا اور صالح ظافر، ان صحافیوں میں سے ہیں جن کے مضامین اخباری رپورٹس کی حیثیت سے شائع کئے جاتے ہیں۔ یہ عادت عام قاری کے لئے دھوکہ ہے کیوں کہ ہیڈ لائن کے نیچے مواد اس سے مختلف ہوتا ہے اور زیادہ تر ایک مخصوص رپورٹر کے خیالات پر مبنی ہوتا ہے۔ جب کہ، آراء پر مبنی مضامین کی صحیح جگہ آراء کا سیکشن ہے جو زیادہ تر اسی قسم کے مواد پر مشتمل ہوتا ہے۔

خلوت میں دخل اندازی

آئین کا آرٹیکل 14[5] یہ کہتا ہے، ''انسان کا وقار اور قانون سے مشروط، گھر کی خلوت، واجب الاحترام ہوگی۔'' آرٹیکل 15[6] یہ کہتا ہے کہ، ''ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ پاکستان میں رہے، اور عوامی بھلائی میں نافذ کردہ کسی موزوں قانونی پابندی سے مشروط، داخل ہو اور پاکستان بھر میں آزادی سے گھومے اور اس کے کسی بھی حصے میں رہے اور زندگی گزارے۔''

وزیر داخلہ کے خاندان کے بارے میں ایک خبر 27 ستمبر 2010 کو روزنامہ جنگ میں شائع ہوئی۔ اس میں بیان کیا گیا کہ، ''رحمان ملک نے اپنے اہل خانہ کو ہنگامی طور پر لندن بھیج دیا''۔ تاہم، رحمان ملک کے قریبی ذرائع نے وضاحت کی ہے کہ ان کے اہل خانہ لندن میں رہتے ہیں اور وہ عیدمنانے یہاں آئے ہوئے تھے۔

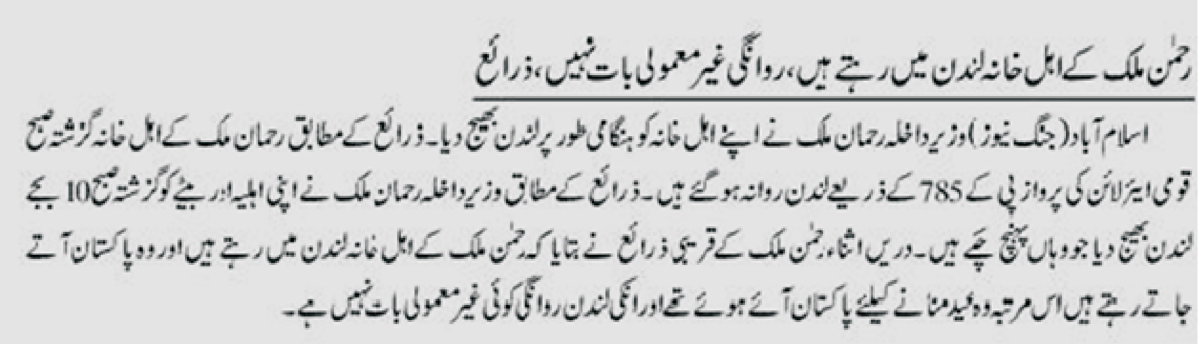
رحمٰن ملک کے اہل خانہ لندن میں رہتے ہیں، روانگی غیر معمولی بات نہیں، ذرائع

اسلام آباد (جنگ نیوز) وزیر داخلہ رحمان ملک نے اپنے اہل خانہ کو ہنگامی طور پر لندن بھیج دیا۔ ذرائع کے مطابق رحمان ملک کے اہل خانہ گزشتہ صبح قومی ایئرلائن کی پرواز پی کے 785 کے ذریعے لندن روانہ ہوگئے ہیں۔ ذرائع کے مطابق وزیر داخلہ رحمان ملک نے اپنی اہلیہ اور بیٹے کو گزشتہ صبح 10 بجے لندن بھیج دیا جو وہاں پہنچ چکے ہیں۔ دریں اثناء رحمٰن ملک کے قریبی ذرائع نے بتایا کہ رحمٰن ملک کے اہل خانہ لندن میں رہتے ہیں اور وہ پاکستان آتے جاتے رہتے ہیں اس مرتبہ وہ عید منانے کیلئے پاکستان آئے ہوئے تھے اور انکی لندن روانگی کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔

5 بنیادی حقوق: باب 1۔ پاکستان کا آئین۔ جہاں سے حاصل کیا گیا: http://www.pakistani.org/pakistan/constitution/part2.ch1.html حاصل کرنے کی تاریخ: فروری 10، 2011۔

6 ایضاً

یہ خبر خلوت کی خلاف ورزی تھی۔ وزیر داخلہ ایک عوامی نمائندے ہیں لیکن ان کے اہل خانہ کے بارے میں یہ بتانے کے عمل نے کہ وہ کہاں ہیں، اس خبر کو متنازعہ بنا دیا ہے۔

کسی رپورٹر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی سیاست دان یا دیگر شخصیات پر ذاتی سطح پر حملہ کرے، کیوں کہ اس طرح خبر میں تعصب کا عنصر پیدا ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، پرویز مشرف کیوں نواز شریف کو نشانہ بنا رہے ہیں؟[7] یہ آراء پر مبنی مضمون جسے خبر میں تبدیل کر دیا گیا ہے، یہ کہتا ہے، ''پاکستان کے سابق صدر پرویز مشرف سیاسی میدان میں جھوٹ اور دھوکہ دہی کے بادشاہ کے طور پر ابھرے ہیں۔ یحیٰی خان دوم کے نام سے جانے جانے والے سابق صدر ہونے کے باوجود وہ لندن کے ایک پرتعیش ہوٹل کی بالکونی میں دور سے نمودار ہوئے۔ ان کی نواز شریف پر تنقید کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ انہیں انتظامیہ کی حمایت حاصل ہے اور جلد ہی وہ یہ دعویٰ بھی کریں گے کہ لال مسجد آپریشن میں ان کا کوئی کردار نہیں تھا۔''

مشرف نواز شریف کو کیوں ہدف بنا رہے ہیں؟

اسلام آباد (محمد صالح ظافر) پاکستان کے سابق صدر ریٹائرڈ جنرل پرویز مشرف ملک کے مطلع سیاست پر جھوٹ کے ایک نئے پیغمبر کی حیثیت سے طلوع ہوتے ہیں وہ سات سمندر پار لندن کے ایک پرتعیش ہوٹل کی بالکونی میں نمودار ہوتے ہیں لیکن ان کے عزائم کی محور یہ مملکت خداداد ہے جس کی بنیادوں کو کھودنے کے بعد وہ داد عیش دینے کی غرض سے خوشگوار موسموں کی دنیا میں چلے گئے وہ ہر چند پاکستان کے سابق صدر ہیں اور یحیٰی خان ثو کہلاتے تھے لیکن باضابطہ طور پر انہیں اقتدار کا غاصب ابھی قرار نہیں دیا گیا۔ سیاسی مبصرین نے خیال ظاہر کیا ہے کہ انہیں قومی سیاست میں کوئی نئی ابتلا پیدا کرنے کی غرض سے جھونکا جا رہا ہے اس دوران معلوم ہوا ہے کہ اپنے عہد صدارت میں انہوں نے اپنے وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی کو ہدایت کی تھی کہ وہ عافیہ صدیقی کے اغواء اور گمشدگی کے حوالے سے خاموش رہیں۔ جمالی صاحب کی توجہ متحدہ مجلس عمل کے سابق رہنما اور جماعت اسلامی کے سابق امیر قاضی حسین احمد نے اس واردات کی جانب مبذول کرائی تھی۔ برمنگھم کے جلسہ عام میں جہاں انہیں اپنے ہم وطن تارکین باشندوں کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا انہوں نے بار بار قسم اٹھا کر کہا کہ انہیں عافیہ صدیقی کے بارے میں کوئی علم ہی نہیں تھا وہ اس عفیفہ کو جانتے بھی نہیں تھے اور نہ ہی ان سے کبھی ملے تھے انہوں نے جب یہ بات کہی تو ان کی زبان وفور جوش سے لڑکھڑا رہی تھی اور اسی روانی میں انہوں نے کہہ دیا کہ میں جھوٹ بولنے سے نہیں ڈرتا اور آپ سبھوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے۔ مبصرین کا خیال ہے کہ وہ بہت جلد جامعہ حفصہ اور لال مسجد کے واقعے سے بھی لاتعلقی کا اعلان کر دیں گے اور اس امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کہہ ڈالیں کہ انہیں لال مسجد کا علم ہی نہیں کہ وہ کہاں واقع ہے اور اس میں کیا معاملہ پیش آیا تھا حتیٰ کہ انہیں اس کی تاریخیں بھی یاد نہیں ہوں گی۔ اس امر کا امکان بھی موجود ہے کہ وہ کارگل سے بھی ناآشنا نکلیں اور انہیں پتہ ہی نہ ہو کہ کارگل کس پہاڑی سلسلے کا حصہ ہے۔ وہ 12 مئی کے واقعات سے برأت کا اعلان بھی کر سکتے ہیں جب وہ مبینہ طور پر نشے میں دھت ہو کر شاہراہ آئین اور جناح ایونیو سے متصل وفاقی دارالحکومت کے ڈی چوک میں اپنے حامیوں کے درمیان نمودار ہوئے تھے اور مکے لہرا لہرا کر کراچی میں اس روز کئے گئے قتل عام کو اپنی قوت کے مظاہرہ سے تشبیہ دے رہے تھے اس رات اسٹیج پر موجود ان کی سرکاری لیگ کے حامیوں نے دیکھا کہ وہ جذبات سے مغلوب ہو کر اپنی پسندیدہ وزیر اور اس دور کے وزیر اطلاعات کے درمیان بار بار سینڈوچ بن رہے تھے ان کے قدم باہم نہیں مل رہے تھے، بتایا جاتا ہے کہ ان کے تن بدن سے پھوٹنے والے بھبھوکوں کے باعث ان کی اپنی لیگ کے سربراہ (چوہدری شجاعت حسین) گھبرا کر ایک کونے میں چلے گئے اور چوہدری پرویز الٰہی نے بھی فاصلہ کر لیا تھا۔ سیاسی مبصرین نے شبہ ظاہر کیا ہے کہ وہ 27 دسمبر کی اس ہولناک واردات کے بارے میں بھی خود کو بے خبر ظاہر کر دینگے جس میں پاکستان کی ہونہار سابق وزیراعظم کو ان کی سرکاری اقامت سے چند فرلانگ کے فاصلے پر کسی خفیہ ہتھیار کے استعمال سے ہمیشہ کی نیند سلا دیا گیا۔ آمدہ اطلاعات سے پتہ چلا ہے کہ لندن میں ان کی اولین نیوز کانفرنس اور بعد ازاں برمنگھم کے جلسے میں وہ اپنی مخصوص حالت میں تھے اور بیشتر وقت ان پر بے خودی طاری تھی۔ سیاسی مبصرین نے یہ سنجیدہ سوال اٹھایا ہے کہ سابق صدر نے اپنی نام نہاد وسیاسی اننگ شروع کرتے ہی پاکستان مسلم لیگ کے سپریم لیڈر اور سابق وزیراعظم نواز شریف کو اپنا ہدف کیوں بنایا ہے اور ان کے رفقاء پر غیر معیاری لب ولہجہ اختیار کرنے کا الزام لگانے کے لئے خود گھٹیا زبان کیوں استعمال کی ہے۔ جواب کے طور پر ایک استدلال یہ دیا جاتا ہے کہ وہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ انہیں اسٹیبلشمنٹ کی حمایت حاصل ہے جو انہیں فی الوقت پنشن دے رہی ہے، دوسرا یہ کہ نواز شریف کے بارے میں اسٹیبلشمنٹ کی رائے موافقانہ نہیں ہے۔ ان دونوں کو ملا کر انہوں نے نواز شریف کے خلاف لب کشائی شروع کر دی ہے وہ یہ بھی سمجھتے ہونگے کہ زرداری کی پیپلز پارٹی کو برا بھلا کہہ کر وہ نئی بات نہیں کر رہے ہونگے اور انہیں کوئی نئی بات کرنا چاہئے، پرویز مشرف نے پاکستان میں موجود اپنے دوستوں کو بتایا ہے کہ انہیں اسٹیبلشمنٹ کی حمایت حاصل ہے جبکہ وہ بیرونی دارالحکومتوں کی تھپکی حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو جائیں گے اسی طرح کا تاثر انہوں نے اپنے دوستوں کو بھی دیا ہے جو ان کی سیاسی تاجپوشی کے لئے برطانیہ میں یکجا ہوئے تھے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے مرکزی رہنما احسن اقبال نے خیال ظاہر کیا ہے کہ سابق صدر پاکستان میں موجود ابتری سے فائدہ اٹھا کر سیاسی میدان میں چھلانگ لگانا چاہتے ہیں تا کہ ان کے لئے کوئی گنجائش پیدا ہو سکے حالانکہ سیاست بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ پرویز مشرف نے خود کو ذہین قرار دلوانے کے لئے دوسروں کی دانش کا تمسخر اڑایا ہے لیکن ان کی ذہانت 1999ء سے لیکر 2008ء تک پاکستان میں قدم قدم پر بکھری پڑی ہے، انہوں نے ترقی کی راہ پر سرپٹ دوڑتے پاکستان کو افریقہ کے درماندہ اور پسماندہ ممالک کی صف میں لا کھڑا کیا ہے۔ آج پاکستان کو جن دگرگوں حالات کا سامنا ہے وہ ان کی ذہانت کا تسلسل ہے۔ احسن اقبال نے کہا ہے کہ نواز شریف نے ذاتی طور پر پرویز مشرف کو

یہ خبر ایک فرد کے خلاف اسے بدنام کرنے کے لئے نفرت سے بھری ایک تقریر تھی۔ یہ محض ایک مثال ہے جو صاف طور پر یہ واضح کرتی ہے کہ ایک رپورٹر کس حد تک ذاتیات پر اتر سکتا ہے۔

---

7 روزنامہ جنگ۔ راولپنڈی/اسلام آباد۔ اکتوبر 4، 2010۔ صفحہ 3۔

واحد یا نامعلوم ذریعہ

اردو اخبارات میں ایک عام عادت یہ بھی پائی جاتی ہے کہ رپورٹرز اپنی خبر کو مصدقہ بنانے کے لئے اکثر نامعلوم ذرائع یا کسی واحد ذریعے کا حوالہ دیتے ہیں۔ بین الاقوامی میڈیا کے معیار اپنانے کی روشنی میں یہ ایک غلط عادت ہے۔ کئی ذرائع سے حصول، خبر کو زیادہ مصدقہ بنا دیتا ہے اور اس طرح وہ ایک سے زیادہ افراد کے نقطہء نظر کو بیان کرتی ہے۔

مثال کے طور پر، 14 اکتوبر 2010 کو روزنامہ جنگ میں شائع ہونے والی ایک خبر درج بالا اصول کی وضاحت کرتی ہے، یعنی ''پاکستان نے امریکہ کے ساتھ فضائی مسافروں کی فہرست کا تبادلہ کرنے سے انکار کر دیا ہے''۔[8] خبر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ: امریکہ چاہتا ہے کہ ان تمام مسافروں کی فہرست کا تبادلہ کیا جائے جو پاکستان آتے ہیں یا پاکستان سے باہر جاتے ہیں۔ یہ مطالبہ فیصل شہزاد کی جانب سے ٹائمز اسکوائر پر حملے کی کوشش کے بعد کیا گیا تھا۔ تاہم، پاکستان نے اس فہرست کا تبادلہ نہیں کیا کیوں کہ ایسا کرنے سے آئی ایس آئی کے ایجنٹوں کے سفر کو خطرہ درپیش ہو سکتا تھا۔ باب وڈ ورڈ کے مطابق آئی ایس آئی کے ایجنٹ مشرق یعنی بھارت اور بنگلہ دیش کی جانب سفر کرتے ہیں۔ چنانچہ، امریکہ نے یہ تجویز پیش کی کہ ان مسافروں کے ناموں کا تبادلہ کر لیا جائے جو مشرق وسطیٰ، یورپ اور امریکہ کی جانب سفر کرتے ہیں۔ تاہم، اس درخواست کو بھی مسترد کر دیا گیا۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ خبر کی بنیاد محض ایک ذریعے، جو کہ ایک کتاب ہے، پر رکھی جائے۔

ایک اور مثال میں، روزنامہ جنگ میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ''آئی ایس آئی کے افسر نے عمر چیمہ عدالتی کمیشن کے سامنے اپنا بیان ریکارڈ کروایا''۔[9] خبر میں مزید کہا گیا کہ ''اسلام آباد میں ایک اہم واقعہ پیش آیا۔ آئی ایس آئی نے آخر کار بڑھتے ہوئے دباؤ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے، جیسا کہ آئی ایس آئی کے ایک افسر نے اپنا بیان عمر چیمہ عدالتی کمیشن کے سامنے ریکارڈ کروایا۔''

اس خبر میں تضاد ہے کیوں کہ ایک طرف تو عدالتی کمیشن کی کارروائی کو خفیہ بیان کیا گیا اور دوسری جانب ''انتہائی باوثوق ذرائع'' کی جانب سے قومی دھارے کے ایک اخبار سے اس بارے میں بات چیت کا دعویٰ کیا گیا۔ ذریعے کی تفصیلات نہیں دی گئیں، جو متنازعہ قسم کی خبروں کو رپورٹ کرنے کے لئے ایک اصول بن چکا ہے۔ جنگ اور دی نیوز ایک ہی گروپ کے اخبارات ہونے کے ناطے اکثر خبروں اور ذرائع کا تبادلہ کرتے ہیں۔ یہ بات بھی اب عام ہو چکی ہے کہ خبروں کا انگریزی سے اردو اور اردو سے انگریزی میں ترجمہ کیا جاتا ہے۔

پیشہ ورانہ قابلیت کی کمی

اس اہم مسئلے کی بڑی مثالوں میں سے ایک ٹی وی پروگراموں کو نیوز رپورٹ کی شکل میں پیش کرنا ہے۔ یہ عمل رپورٹرز کے غیر پیشہ ورانہ رویئے کو ظاہر کرتا ہے، جو اس حکمت عملی کو رپورٹر ہونے کی حیثیت سے اپنے اہم فریضے سے جان چھڑانے کے لئے اپناتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ''وزارت اطلاعات کا اشتہار کراچی میں شر پسندوں کے بھاگنے کی وجہ بن گیا''۔[10] یہ خبر جیو ٹی وی پروگرام ''آج کامران خان کے ساتھ'' کی تحریری شکل ہے جو 20 اکتوبر 2010 کو پیش کیا گیا تھا۔ کامران خان نے کراچی کی موجودہ صورت حال پر اپنا تجزیہ پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ کباڑی مارکیٹ میں فائرنگ کے واقعے کے 24 گھنٹے کے بعد بھی قاتل آزاد گھوم رہے ہیں۔

---

8 شاہین صہبائی۔ روزنامہ جنگ۔ راولپنڈی/اسلام آباد۔ اکتوبر 14، 2010۔ صفحہ 1۔

9 روزنامہ جنگ۔ راولپنڈی/اسلام آباد۔ نومبر 2، 2010۔ صفحہ 8۔

10 روزنامہ جنگ۔ راولپنڈی/اسلام آباد۔ اکتوبر 21، 2010۔ صفحہ 8۔

یہ حکمت عملی ان قارئین کے لئے سود مند ہوسکتی ہے جو ٹی وی پر اس پروگرام کو نہیں دیکھ سکے، لیکن اس قاری کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا جو خبروں میں دلچسپی رکھتا ہو۔

ایک اور مثال جو رپورٹرز کے غیر اخلاقی رویئے کی عکاسی کرتی ہے، خبر کی اس ہیڈ لائن سے ظاہر ہوتی ہے: ''دیگر چینلز سے اس خبر کو نشر کر کے وقت نے اپنا اعزاز برقرار رکھا''۔[11] یہ خبر نوائے وقت گروپ کے نیوز چینل، وقت نیوز پر پہلی مرتبہ اٹھارویں ترمیم کے بارے میں عدالتی فیصلہ سنائے جانے کے بارے میں تھی۔ یہ ایک خبر نہیں ہے، بلکہ اخبار کی جانب سے ایک خود تعریفی بیان ہے۔

ایک اور مثال میں، ایک رپورٹر نے بصارت سے محروم ایک جوڑے کی شادی کی خبر ان الفاظ میں دی، ''اندھا پیار، اندھے جوڑے نے عدالت جا کر شادی کر لی''۔[12]

خبر کا عنوان واضح طور پر جوڑے کی معذوری کا استحصال کرتے ہوئے ان کے معاشقے کو بیان کرتا ہے، جو رپورٹنگ کو غیر حساس بنا دیتا ہے۔

یہ تمام مثالیں اردو اخباری اشاعتوں کے زیادہ تر رپورٹرز میں پیشہ ورانہ مہارت کی کمی کی عکاس ہیں۔ ان کے ذمہ بلا سوچے سمجھے یہ کام سونپ دیا جاتا ہے، کہ وہ کسی مخصوص واقعے کی اہمیت کو کیسے سمجھیں گے اور وہ محض اپنے تجزیئے اور علم کے مطابق خبر لا کر دے دیتے ہیں۔

آراء پر مبنی خبریں

یہ بھی اردو اخباری اشاعتوں کے بڑے مسائل میں سے ایک ہے اور لوگوں کی نظروں سے روزمرہ کی بنیاد پر ایسی خبریں گزرتی ہیں۔ یہاں تک کہ زیادہ تر سینئر صحافی بھی آراء پر مبنی ایسی خبریں دینے میں ملوث ہیں جن کا رپورٹنگ کے اخلاقی معیار سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

3 نومبر کے روزنامہ جنگ میں ایک خبر شائع ہوئی جس کے الفاظ یہ تھے: ''260 ارب ڈالر مالیت کی سونے کی کان کوڑیوں کے داموں بک رہی ہے''۔[13] اس میں کہا گیا ہے کہ ''گزشتہ ہفتے مائننگ کے دو معروف گروپوں نے صدر اور وزیر اعظم سے خفیہ ملاقات کی''۔ یہ ایک تجزیہ ہے، خبر نہیں؛ لہٰذا اسے صفحہ اول پر نہیں بلکہ آراء کے سیکشن میں ہونا چاہیئے تھا۔ تاہم، آراء پر مبنی خبریں روزنامہ جنگ جیسے چند اخبارات کا ایک معمول ہیں۔

اسی قسم کی ایک مثال میں، ایک صحافی نے ان الفاظ میں اپنی خبر دی: ''145 برسوں کے دوران، درمیانی مدت کے انتخابات نے اقوام کی تعمیر میں مدد دی ہے، نہ کی انہیں توڑنے میں''۔[14] خبر میں یہ کہا گیا ہے کہ ''حالانکہ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے درمیانی مدت کے انتخابات کے بارے میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے مشورے کو ملک توڑنے کی ایک کوشش قرار دیا ہے، لیکن تاریخ یہ بتاتی ہے کہ درمیانی مدت کے انتخابات نے ہمیشہ قوموں کی تعمیر میں مدد دی ہے، نہ کہ انہیں توڑنے میں''۔ یہ دراصل اچھی طرح تحقیق کردہ آراء پر مشتمل ایک مضمون ہے، نہ کہ ایک خبر اور مضامین کو اکثر آراء کے سیکشن میں شائع کیا جاتا ہے نہ کہ خبر کے طور پر اخبار کے صفحہ اول یا صفحہ 8 پر۔

---

11 نوائے وقت۔ راولپنڈی/اسلام آباد۔ اکتوبر 22، 2010۔ صفحہ 8۔

12 صہبائی، شاہین۔ روزنامہ جنگ۔ راولپنڈی/اسلام آباد۔ اکتوبر 29، 2010۔ صفحہ 1۔

13 شاہ، صابر۔ روزنامہ جنگ۔ راولپنڈی/اسلام آباد۔ نومبر 3، 2010۔ صفحہ 1۔

14 روزنامہ جنگ۔ راولپنڈی/اسلام آباد۔ نومبر 4، 2010۔ صفحہ 8۔

تبصرے اس ادارے کے ذاتی یا مجموعی مقصد کی نمائندگی کرتے ہیں جس کے لئے کوئی رپورٹر کام کرتا ہے،لہٰذا انہیں خبروں کے اندر استعمال کرنا غیر موزوں ہے۔ یہ بہتر ہوگا کہ ان صحافیوں کو اپنے اپنے اخبارات کے آراء کے سیکشنز میں جگہ دے دی جائے تا کہ وہ آسانی سے اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔

تعصبی ذہنیت/ غیر ذمہ دارانہ رپورٹنگ

کسی رپورٹر کو تعصّبانہ الفاظ یا بیانات اپنی نیوز رپورٹ میں استعمال نہیں کرنے چاہیئں، کیوں کہ ایسا کرنا نہ صرف غیر اخلاقی ہے بلکہ یہ عمل خبر کی وسعت کو بھی تبدیل کر دیتا ہے اور کسی مخصوص گروپ یا انفرادی شخص کے خلاف نفرت کی وجہ بنتا ہے۔

کچھ اخبارات خاص طور پر کسی مخصوص گروپ کی ذہنیت کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں اور وقتاً فوقتاً ان کی تشہیر کے لئے ایسی خبریں شائع کرتے ہیں جو ان کے جذبات کی ترجمانی کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر، نوائے وقت میں ایک خبر شائع ہوئی جس کے الفاظ کچھ یوں تھے: ''گستاخیٔ رسول ایکٹ کو ختم کرنے کے لئے قائدین کو لاکھوں لاشوں سے گزرنا پڑے گا: علماء''۔[15] یہ کسی ایک جانب یا دھڑے کی آراء کی نمائندگی ہے اور ملک میں رہنے والے دیگر تمام لوگوں کی رائے کی نمائندگی نہیں کرتی۔ یہ خبر شدت پسندی کو ہوا دے سکتی ہے۔ اس قانون کو زیادہ تر ذاتی عناد کی تسکین کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے اور اسے ختم کرنے کا مطالبہ پاکستان میں آزاد خیال گروپوں کے ایک مشترکہ بیان میں کیا گیا تھا۔ تاہم، اب حکومت نے ان گروپوں کے دباؤ میں آ کر یہ کہہ دیا ہے کہ اس قانون کو ختم نہیں کیا جائے گا، لیکن اس سلسلے میں مناسب اقدام کئے جائیں گے تا کہ اس کا غلط استعمال نہ کیا جا سکے۔

نوائے وقت سے ہی ایک اور مثال میں، کسی رپورٹر نے یہ خبر دی کہ ''قادیانی پاکستان کے غدار ہیں۔ پوری قوم کو چاہیئے کہ ان طاقتوں کے خلاف جنگ کے لئے متحد ہو جائے''۔[16] خبر میں یہ کہا گیا ہے کہ ''سرگودھا کے چک نمبر 87 جنوبی میں ختم نبوت کے بارے میں منعقد ہونے والی پہلی بین الاقوامی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا ہے کہ قادیانی پاکستان اور اسلام کے غدار ہیں۔ پوری قوم پر لازم ہے کہ وہ بدی کی ان طاقتوں کے خلاف اٹھ کھڑی ہو''۔ یہ واقعہ یقیناً خبر کے طور پر منتخب کئے جانے کا اہل تھا۔ تاہم، واقعے کی تصویر کشی اس انداز میں کی جانی چاہیئے کہ وہ دیگر پاکستانیوں کے خلاف نفرت کے جذبات نہ ابھارے۔

نوائے وقت سے اسی قسم کی ایک اور مثال کو اس خبر کی روشنی میں پرکھا جا سکتا ہے: ''خاکوں کی اشاعت کے خلاف احتجاج کا سلسلہ جاری ہے، عیسائیوں اور یہودیوں نے ناقص بہانے اپنا رکھے ہیں: علماء''۔[17] خبر کچھ اس طرح سے ہے، ''نبی پاک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خاکوں کی اشاعت کے خلاف ملک بھر میں احتجاج جاری ہے''۔ تاہم، رپورٹر نے کسی مخصوص واقعے یا جگہ کا حوالہ نہیں دیا، کہ یہ بیانات کہاں سے دیئے گئے تھے۔ اس خبر میں دنیا بھر میں مختلف مذہبی فرقوں کے درمیان امن کو خطرہ درپیش ہونے کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔

درج بالا مثالیں کسی مخصوص اخبار کی ذہنیت کو صاف طور پر واضح کرتی ہیں اور یہ کہ کس طرح رپورٹرز یہ سوچے بغیر ایسی خبریں دے دیتے ہیں کہ ان کے کیا اثرات پیدا ہو سکتے ہیں۔

---

15 نوائے وقت۔ راولپنڈی/اسلام آباد۔ نومبر 25، 2010۔ صفحہ 1۔

16 نوائے وقت۔ راولپنڈی/اسلام آباد۔ اکتوبر 25، 2010۔ صفحہ 8۔

17 نوائے وقت۔ راولپنڈی/اسلام آباد۔ اکتوبر 26، 2010۔ صفحہ 1۔

خواہش

امید کی جاتی ہے کہ اوپر دی گئی مثالوں نے قاری کو اس تحقیق کے مرکزی خیال کو سمجھنے میں مدد دی ہوگی۔ پیش کئے گئے حقائق کی بنیاد پر اور میڈیا کے سرگرم صارفین ہونے کے ناطے، ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ میڈیا اور صارفین کے درمیان بہت سے ایسے پہلو موجود ہیں جنہیں بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ رپورٹنگ کرتے ہوئے معیار کے بارے میں میڈیا کے ملازمین اور متعلقہ قارئین کی رہنمائی کے لئے بین الاقوامی بہترین عادات موجود ہیں۔

تاہم، قواعد کا ایک ایسا سیٹ تیار کرنے میں جو ایک رپورٹر کا حلقہ طے کر سکے، میڈیا، تجزیہ نگاروں اور قارئین سے مشاورت کی جا سکتی ہے۔ اس عمل میں یہ تمام شراکت دار ایک ایسا بنیادی ڈھانچہ طے کریں گے جس پر اردو نیوز رپورٹنگ کی بنیاد رکھی جانی چاہیئے۔

منظور علی میمن نے اپنے مضامین میں سے ایک میں یہ دلائل دیئے ہیں کہ ''میڈیا کی خواندگی نے اب تک پالیسی سازوں اور دیگر شراکت داروں کی توجہ حاصل نہیں کی ہے۔ یہ ہماری میڈیا اور مواصلات کی پالیسی کا ایک بنیادی جز ہونا چاہیئے۔ ایک سرکاری۔نجی شراکتی اسکیم کے تحت سرکاری شعبے کو اس مہم کی قیادت کرنی چاہیئے جس میں براڈ کاسٹرز (ناشرین)، نگران اداروں، میڈیا کے اداروں، صحافتی ایسوسی ایشنوں، تعلیمی اداروں، اور شہریوں کی تنظیموں کو شامل کیا جائے''۔[18] یہ بیان قابل قدر ہے اور اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ کیا کرنے کی ضرورت ہے۔ بین الاقوامی سطح پر اپنائے گئے اور ہمارے ہاں اپنائے جانے والے اصولوں میں ایک سنگین خلا موجود ہے۔

---

18 میمن، اے منظور: میڈیا کی خواندگی کو فروغ دینا۔ دی ڈان۔ جون 9، 2010۔ صفحہ 7۔ جہاں سے حاصل کیا گیا:
http://www.dawn.com/wps/wcm/connect/dawn-content-library/dawn/the-newspaper/editorial/
promoting-media-literacy-960۔ حاصل کرنے کی تاریخ: دسمبر 1، 2010۔

بروقت

خبروں کی رپورٹنگ میں وقت کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔اس اصول کا اطلاق میڈیا کے تمام شعبوں پر ہوتا ہے،لیکن جب سے براہ راست نیوز چینلز کا آغاز ہوا ہے،اخبارات کے لئے خبروں کے بروقت ہونے کا عمل متاثر ہوا ہے۔جب خبر ٹی وی پر چل جاتی ہے،تو اس کی اہمیت کچھ حد تک کم ہو جاتی ہے،لیکن ان لوگوں کے لئے جو اس خبر کی تفصیلات جاننے میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ یقیناً اس مقصد کے لئے اخبار کا مطالعہ کرتے ہیں۔

اثر

خبر کے اثر کی بھی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔اگر اثر قومی نوعیت کا ہے،تو خبر بڑی ہیڈ لائن میں تبدیل ہو سکتی ہے۔اگر اثر مقامی نوعیت کا ہے،تو یہ خبر ایک چھوٹی نیوز رپورٹ کے طور پر دی جا سکتی ہے۔مثال کے طور پر،پاکستان میں 2005 میں آنے والے زلزلے کی خبر کا دنیا بھر کے لوگوں پر بہت بڑا اثر پڑا تھا،کیوں کہ دنیا نے اس شدت کا زلزلہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

اس اہم اصول کا ایک اور پہلو بھی سامنے آسکتا ہے۔ایک ایسی جھوٹی خبر جو حقائق پر مبنی نہیں ہے،تیار کر لی جاتی ہے اور اگر یہ کسی بااثر اخبار میں شائع ہو جائے تو اس کے ذرائع قارئین پر نتائج مرتب کر سکتے ہیں۔مثال کے طور پر،وکی لیکس کے مراسلوں کے افشا ہونے کے بعد ملک کے بڑے اخبارات میں بھارتی جاسوسوں کے بلوچستان میں ملوث ہونے کے بارے میں ایک خبر شائع ہوئی۔تاہم اگلے ہی روز اخبارات اپنی خبر سے یہ کہتے ہوئے مکر گئے کہ اس خبر میں دوغلاپن ہے اور ممکن ہے یہ کسی خاص مقصد کے لئے چلائی گئی ہو۔[19]

ایک اور خبر جو شاید اس اہم اصول کو سمجھنے میں مدد دے سکے،کچھ یوں ہے،''امریکہ پاکستانی طالبان کو پاکستان کے خلاف استعمال کر رہا ہے: زرداری''۔[20] یہ خبر مزید یہ وضاحت کرتی ہے کہ صدر آصف علی زرداری شدت سے اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ پاکستانی طالبان کو امریکہ کی پشت پناہی حاصل ہے اور وہ خودکش بمباروں کا انتظام کرتا ہے۔اس بات کا دعویٰ افغانستان کے سابق سفیر زالمے خلیل زاد کے سامنے کیا گیا۔اس موقع پر حامد کرزئی بھی موجود تھے۔صدر نے کہا کہ امریکہ پاکستانی طالبان کا پیچھا نہیں کرتا اور صرف القاعدہ کو نشانہ بناتا ہے۔حامد کرزئی نے ان کے خیالات کی توثیق کی۔اس خبر کا ذریعہ باب وڈورڈز کی کتاب ''اوبامہ کی جنگیں'' ہے۔

یہ پوری کی پوری خبر اس کتاب کے تجزیے پر مبنی ہے۔متعلقہ صحافی نے جو کچھ وڈورڈز نے کہا تھا جوں کا توں رپورٹ کر دیا۔اس خبر کی ہیڈ لائن غلط ہے کیوں کہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زرداری نے کوئی سرکاری بیان دیا ہے۔لہٰذا خبروں کے منفی یا مثبت اثرات کے درمیان ایک واضح فرق ہونا چاہیئے۔ایک رپورٹر کو چاہیئے کہ وہ اس اہم اصول کا پاس کرے کیوں کہ غلط رپورٹنگ کے نتائج شدید ہو سکتے ہیں۔

---

19 پاکستان میڈیا وکی لیکس کی جھوٹی خبر سے مکر گیا۔اے ایف پی۔دسمبر 10، 2010۔جہاں سے حاصل کیا گیا: http://www.dawn.com/2010/12/10/pakistan-media-retract-fake-wikileaks-story.html۔حاصل کرنے کی تاریخ: فروری 14، 2011۔

20 صہبائی، شاہین۔روزنامہ جنگ۔اکتوبر 13، 2010۔صفحہ 1۔

نزدیکیت

نزدیکیت بھی ایک اہم اصول ہے، کیوں کہ مثال کے طور پر کراچی میں 5 نومبر 2010 کو پیش آنے والے طیارے کے گرنے کی خبر کراچی کے اخبارات نے شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کی، جب کہ 28 جولائی 2010 کے اسلام آباد میں طیارہ گرنے کے واقعے کو ملک بھر میں شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کیا گیا۔ وجہ صاف ظاہر ہے۔ اسلام آباد میں گرنے والے تجارتی طیارے میں عملے کے علاوہ 152 مسافر سوار تھے جو پاکستان کے مختلف حصوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ کچھ غیر ملکی بھی اس طیارے سے سفر کر رہے تھے۔ تاہم، کراچی میں گرنے والا نجی کمپنی کا ایک جیٹ تھا جس میں اس کمپنی کے کچھ ملازم سوار تھے۔

تنازعہ

ڈیبورا پوٹر نے آزاد صحافت کے بارے میں اپنی ہینڈ بک میں یہ دلائل دیئے ہیں کہ، ''یہ انسانی فطرت ہے کہ ایسی خبروں میں دلچسپی لی جائے جن میں جھگڑا، پریشانی، یا عوامی بحث شامل ہو۔ لوگ کسی نہ کسی کا ساتھ دینا اور یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کس کا پلہ بھاری رہتا ہے۔ جھگڑا ہمیشہ ایک فرد کے دوسرے فرد کے خلاف الزامات تک محدود نہیں ہے۔ امراض کے خلاف جنگ کرنے والے ڈاکٹروں یا غیر منصفانہ قانون کے خلاف شہریوں کی مخالف بھی جھگڑے کے زمرے میں آتی ہے''۔[21]

امید کی جاتی ہے کہ خبروں کے ذیل میں دیئے گئے تین تراشے اس فرق کو واضح کر دیں گے۔ یہ تینوں خبریں نظر ثانی شدہ جنرل سیلز ٹیکس (آر جی ایس ٹی) اور سیلاب سرچارج کے اطلاق سے متعلق ہیں۔ ان میں سے ایک خبر حکومتی موقف کی وضاحت کرتی ہے جب کہ دیگر دو اس کے نتائج اور قیمتوں پر اثرات کے بارے میں بات کرتی ہیں۔

سینیٹ کمیٹی: آر جی ایس ٹی اور فلڈ سرچارج پر 19 سفارشات متفقہ منظور

15 اختلافی نوٹ بھی شامل

اشیاء خوردنی، دوائیں اور اسٹیشنری کو ریفارمڈ بل سے استثنیٰ قرار دیا جائے، کمیٹی کی متفقہ سفارشات

آر جی ایس ٹی کے نفاذ سے 95 فیصد دوائیں 20 فیصد تک مہنگی ہو جائینگی

لائف سیونگ ڈرگ کے سوا تمام دواؤں پر سیلز ٹیکس نافذ ہوگا، خام مال کی درآمد کے استثنیٰ کا بھی ذکر نہیں ہے

---

21 پوٹر، ڈیبورا: خبر کیا ہے؟ آزاد صحافت کی ہینڈ بک۔ امریکی وزارت خارجہ پبلی کیشن۔ اپریل 10، 2008۔ جہاں سے حاصل کیا گیا:
http://www.america.gov/st/democracyhr-english/2008/April/20080416211618eaifas 0.8870203.html
حاصل کرنے کی تاریخ: فروری 14، 2011۔